مذہبی رواداری، قرآن حکیم کی روشنی میں

قسط (۲)

پروفیسر ڈاکٹر محمد حسنین نقوی
بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

علامہ المراغیؒ اس کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں :

.(قل ایها الرسول هذا الذي اوحی الی هو الحق من عندربکم فمن شاء ان یومن به . . .
فلیفعل ومن شاء ان یکفربه وینبذه وراء ظهره فامره الی الله)(۳۰)

اے رسول ﷺ ان (کفار) سے کہہ دو! کہ یہ وحی جو مجھ پر نازل کی گئی ہے، تمہارے رب کی طرف سے یہی حق ہے، پس جو ایمان لانا چاہے لے آئے اور جو کفر اختیار کرنا اور وحی الٰہی کو پس پشت ڈالنا چاہے تو اس کا معاملہ خدا کی (بارگاہ) میں پیش ہوگا۔"

سید قطب شہیدؒ اس کی تفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں :

(من لم یعجبه الحق فلیذهب ومن یجعل هواه تبعا لماجاء من عند الله فلا مجاملة علی حساب العقیدة، ومن لم یحن هامته ویطامن کبریائه امام جلال الله فلا حاجة بالعقیدة الیه ان العقیدة لیست ملکا لا حد حتی یجامل فیها انما هی ملك لله والله غنی عن العالمین)(۳۱)

"جسے حق اچھا نہ لگے وہ (حق کو چھوڑ کر جہاں چاہے) جا سکتا ہے اور جو اپنے نفس کی خواہشات کو وحی الٰہی کے تابع نہیں کر سکتا تو ایسے شخص کے ساتھ، عقیدہ کی قیمت، پر خوش معاملگی کی ضرورت نہیں اور جلال الٰہی کے حضور جس کا سر تسلیم خم نہیں ہوپاتا تو اس کے عقیدہ کی بھی حاجت نہیں. اس میں کلام نہیں کہ عقیدہ کسی فرد کی ملکیت تو ہے نہیں کہ ایمان کے بارے میں اس شخص کے ساتھ خوش معاملگی (دنیاداری) کر لی جائے، بلکہ عقیدہ تو

صرف خدا ہی کی ملکیت ہے. (کیونکہ عقیدے کا تعلق دل سے ہے اور دلوں کا حال خدا ہی بہتر جانتا ہے) جبکہ خدا کی ذات تو وہ ہے جو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے."

اسی آیت مجیدہ کی تفسیر علامہ محمد حسین طباطبائیؒ ان الفاظ میں فرماتے ہیں

(قل للكفار: الحق من ربكم ولاتزد على ذلك فمن شاء منهم ان يومن فليومن ومن شآه منهم ان يكفر فليكفر فليس ينفعناايما نهم ولايضرنا كفر هم بل مافى ذلك من نفع او ضرر و ثواب او تبعة عذاب عائد اليهم انفسهم) (۳۲)

"اے نبی ﷺ! کفار سے کہہ دیجئے یہی (قرآن کریم) حق ہے تمہارے رب کی طرف سے ان (الفاظ) سے زیادہ کچھ نہ کہئے! تو ایمان لانے کیلئے جس کا جی چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو کفر اختیار کرنا چاہے وہ کفر کرے. ان (کفار) کا ایمان لانا ہمیں (خدا کو) کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے نہ ان کا کفر اختیار کرنا ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے بلکہ اس کا سارے کا سارا فائدہ یا نقصان، ثواب یا عذاب خود انہیں (کفار) کو ہی حاصل ہوگا."

(۴) (وَلَو شَآءَ اللهُ مَا أَشرَكُوا وَمَا جَعَلنٰكَ عَلَيهِم حَفِيظاً وَمَا اَنتَ عَلَيهِم بِوَكِيل)
(الانعام: ٦:١٠٧)

"اور اگر اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کر پاتے اور ہم نے تم کو ان پر نگران نہیں مقرر کیا اور نہ تم ان کے ضامن ہو"(۳۳)
..."اور ہم نے نہیں کیا تجھ کو ان پر نگہبان اور نہیں ہے تو ان پر داروغہ."(۳۴)

اس بارے میں مولانا شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں: آپؐ کا فرض تبلیغ اور احکام الٰہی کا اتباع ہے. ان کے اعمال کے ذمہ دار اور جوابدہ آپؐ نہیں ہیں."(۳۵)

اس آیت کی تفسیر امام طبریؒ ان الفاظ میں فرماتے ہیں

:. (وَلَو شَآءَ اللهُ مَا اَشرَكُوا) يقول : لو اراد بك هدا يتهم واستنقاذهم من ضلالتهم للطف لهم بتو فيقه ايا هم فلم يشركوابه شيئًا ولآ منو ابك فاتبعوك وصدقواما جئتم به من الحق من عندربك (وما جعلناك عليهم حفيظا) يقول جل ثناؤه: وانما بعثت اليهم رسولا مبلغا ولم نبعثك حافظا عليهم ماهم عاملوه ، وتحصى ذلك عليهم فان ذلك الينا دونك (ومااانت عليهم بو كيل) بقول: ولست عليهم بقيم تقوم بارزا قهم واقو تهم، ولا بحفظهم فيمالم يجعل اليك حفظه من امرهم) (٣٦)

" آیت کے پہلے حصہ: ولو شاء اللہ (الخ) میں خدا فرماتا ہے (اے نبیؐ) اگر خدا آپؐ کے ذریعہ ان (مشرکین) کی

ہدایت کا ارادہ فرماتا اور انہیں گمراہی سے نکالنا چاہتا تو یقیناً اپنے لطف وکرم سے انہیں توفیق عطا فرماتا جس کے نتیجہ میں وہ کسی کو بھی خدا کا شریک نہ ٹھراتے اور یقیناً آپ ؐ پر ایمان لانے کے نتیجہ میں آپ ؐ کی اتباع بھی کرتے اور اپنے پروردگار کی جانب سے آپ ؐ جو حق (قرآن کریم) ان کی طرف لائے ہیں یقیناً اس کی تصدیق بھی کرتے. (وما جعلناك عليهم حفيظا) آیت کے دوسرے حصے میں خدا فرماتا ہے :. ہم نے آپ ؐ کو ان (مشرکین) کی طرف محض پیغمبر بنا کر بھیجا ہے. ہم نے آپ ؐ کو ان کے اعمال کا نگران ونگہبان تھوڑا بنا کر بھیجا ہے کہ آپ ؐ ان کے اعمال وافعال کی فہرست مرتب کرنے لگ جائیں کیونکہ یہ کام صرف ہمارا (خدا کا) ہے نہ کہ آپ ؐ کا (وماانت عليهم بوكيل) آیت کے اس تیسرے حصے میں ارشاد باری ہوتا ہے :. نہ تو آپ ؐ ان مشرکین کے رزق اور خوراک پر داروغہ مامور ہیں اور نہ ہی آپ ؐ ان کے امور کے نگران ہیں کیونکہ ان کے امور واعمال کی نگرانی آپ ؐ کے فرائض میں شامل نہیں."

امام رازیؒ نے اس کی تفسیر میں درج ذیل رائے کا تفصیلی تذکرہ فرمایا ہے :.

(واعلم ان اصحابنا تمسكو ابقوله تعالى(ولو شاء الله ما اشركوا) والمعنى ولو شاء ان لايشركوا مااشركوا وحيث لم يحصل الجزاء علمنا انه لم يحصل الشرط فعلمنا ان مشيته تعالى بعدم اشراكهم غيرحاصله فالت المعتزلة: ثبت بالدليل انه تعالى ارادمن الكل الايمان وماشاء من احد الكفر والشرك وهذه الآية تفتضي انه تعالى ماشاء من الكل الايمان فو جب التوفيق بين الدليلين فيحمل مشية الله تعالى لا يمانهم على مشية الايمان الاختياري الموجب للثواب الثناء ويحمل عدم مشيته لا يمانهم على الايمان الحاصل بالقهر والجبر والالجاء يعنى انه تعالى ماشاء منهم ان يحملهم على الايمان سبيل القهر والا لجاء لان ذلك يبطل التكليف ويخرج الانسان عن استحقاق الثواب ...(٣٧)

" جان لو ! ہمارا مکتب فکر (اشاعرہ) اس آیت (ولو شاء الله مااشركوا) پر کاربند ہے. ان کے نزدیک اس کا مفہوم یہ ہے :. اگر خدا چاہتا کہ وہ مشرک نہ بنیں تو وہ مشرک نہ ہوتے. چونکہ جزا حاصل نہیں ہوئی ہے (کیونکہ کرہ ارض پر مشرکین موجود ہیں) لہذا شرط بھی حاصل نہیں ہوئی (خدا کی مشیت میں یہ نہ تھا کہ دنیا میں کوئی بھی مشرک نہ ہو اور سب مسلمان ہوں) چنانچہ معلوم ہوا کہ مشرکین کے شرک اختیار نہ کرنے کے بارے میں مشیت ایزدی نہ تھی (یعنی خدا اگر چاہتا کہ کرہ ارض پر ایک بھی مشرک موجود نہ ہو تو ایسا ہی ہوتا مگر خدا نے ایسا نہیں چاہا. لہذا دنیا میں مؤمنین کے ساتھ ساتھ مشرکین بھی موجود ہیں) مگر معتزلہ کے نزدیک یہ امر مسلمات میں سے ہے کہ خداوند کریم جس طرح پوری انسانیت کو نور ایمان سے منور دیکھنا چاہتا ہے بالکل اسی طرح اللہ یہ بھی پسند نہیں فرماتا کہ نوع انسانی کا کوئی فرد کفر وشرک جیسی آلودگیوں سے اپنی جبین شرف کو آلودہ کرے. جبکہ یہ آیت مجیدہ

(اپنے ظاہری منطوق کے اعتبار سے) اس امر کی متقاضی ہے کہ تمام انسانوں کا ایمان قبول کرنا اس کی مشیت میں شامل نہ تھا. چنانچہ ان ہر دو دلائل کے مابین توافق و تطابق کرنا ضروری ٹھہرا. اور وہ یوں کہ مشیت ایزدی جس ایمان کا تقاضا کرتی ہے اس سے مراد وہ ایمان ہے جسے انسان اپنی مرضی سے قبول کرے اور جس کے نتیجے میں اسے (آخرت میں) ثواب اور (دنیا میں) عزت ملے اس کے برعکس مشیت خدا جس ایمان کا تقاضا نہیں کرتی اس سے مراد ایسا ایمان ہے، جو جبر و اکراہ کا نتیجہ ہو، دوسرے الفاظ میں، مشیت خداوندی میں یہ امر شامل ہی نہیں کہ نوع انسانی کو جبراً مومن بنایا جاتا کیونکہ جبراً ایمان قبول کرانے کی صورت میں نہ صرف تکلیف شرعی از خود باطل (بے مقصد) ہو کر رہ جاتی بلکہ انسان (نیک اعمال بجالانے کے باوجود) ثواب و اجر کا مستحق قرار نہیں پاتا."

امام رازیؒ اس آیت کی تفسیر کا اختتام ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

(ختم الكلام بما يكمل معه تبصير الرسول عليه السلام، وذلك انه تعالى بين له قدر ماجعل اليه فذكرانه تعالى ماجعله عليهم حفيظ ولا وكيلا على سبيل المنع لهم، انمافوض اليه البلاغ بالامر والنهى فى العمل والعلم وفى البيان بذكر الدلائل والتنبيه عليها فان انقادوا للقبول فنفعه عائد اليهم، والا فضرره عائد عليهم وعلى التقديرين فلا يخرج صلى الله عليه وآله وسلم من الرسالة والنبوة والتنليغ) (۳۸)

"اس آیت کے خاتمہ میں خدا نے اپنے نبیؐ پر آپؐ کے منصب کی حدود و قیود بیان فرماتے ہوئے بطور یاد دہانی یہ فرمایا کہ خدا نے آپ کو ان (مشرکین) پر نگران مقرر کیا ہے نہ داروغہ کہ آپؐ انہیں شرک سے جبر و اکراہ کے ساتھ منع فرمائیں بلکہ علم و عمل کے اعتبار سے آپؐ کے ذمہ صرف اتنا فریضہ سونپا گیا ہے کہ آپؐ مسلمہ دلائل کے ذریعے اوامر و نواہی کی تبلیغ کریں اور (زیادہ سے زیادہ) اس بارے میں تنبیہ فرمادیا کریں. لور اگر وہ (مشرکین) خوشی اطاعت پذیر ہوئے تو اس کا فائدہ انہی کو ہوگا ورنہ نقصان بھی انہیں اٹھانا پڑے گا. لور ان ہر دو صورتوں میں سے کسی بھی صورت (خواہ وہ شرک پر بدستور قائم رہیں یا ایمان قبول کرلیں) کے فرض کرلینے سے رسول اکرمؐ رسالت، نبوت لور تبلیغ کے مناصب سے خارج قرار نہیں پائیں گے" (یعنی اگر آنحضورؐ کی جانب سے فریضہ تبلیغ کماحقہ اداء کر چکنے کے بعد بفرض محال تمام انسان مشرک بن جائیں تب بھی آپؐ کے منصب رسالت و نبوت پر قطعاً کوئی حرف نہیں آئے گا، کیونکہ آپ کا کام صرف خدا کا پیغام کماحقہ پہنچانا ہے اور بس)

علامہ ابن کثیرؒ اسی آیت مجیدہ کی تفسیر درج ذیل الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:

(وما جعلناك عليهم حفيظا) اي حافظا تحفظ اقوالهم واعمالهم (ومانت عليهم بوكيل) اي موكل على ارزاقهم وامورهم (ان عليك الا البلاغ) كماقال: فذكر انما انت مذكر لست عليهم بمصيطر) وقال: (فانما عليك البلاغ وعلينا الحساب) (۳۹) "(وما جعلناك عليهم حفيظا):

یعنی ہم نے آپؐ کو مشرکین کے قول و فعل کا نگران و نگہبان مقرر نہیں کیا(وماانت علیھم بو کیل) :. نہ ہی آپؐ ان کے رزق پر (بالخصوص) اور دیگر امور پر (بالعموم) داروغہ مقرر کئے گئے ہیں جیسا کہ ارشاد باری ہے :. نہیں ہے تم پر مگر پیغام کو پوری طرح پہنچانا :

(الشوری ۴۲: ۴۸)

"پھر ارشاد ہوتا ہے :. تو نصیحت کئے جا کہ آپؐ تو صرف نصیحت کرنے والے ہو، آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں بنائے گئے :

(الغاشیہ : ۸۸ :۲۱، ۲۲)"

ایک جگہ ارشاد باری ہوتا ہے :.

آپؐ کا کام صرف اور صرف پیغام پہنچانا ہے، رہا احتساب تو یہ ہمارے (خدا کے) ذمہ ہے :(الرعد : ۱۳: ۴۰)"

علامہ ابو حیانؒ اندلسی اس کی تفسیر، ذرا واضح الفاظ میں کرتے ہیں :.

(وما جعلناك عليهم حفيظا) اي رقيبا تحفظهم من الاشراك (ومآانت عليهم بو كيل) اي بِمُسَلَّط ... والمعنى انا لم نسلطك ولا انت في ذالك بمسلط فناسب ان تعرض عنهم اذلست ماموراً منا بان تكون حفيظا عليهم ولا انت وكيل عليهم من تلقائك) (٤٠)

"ہم نے ان (مشرکین) کو شرک سے جبراً باز رکھنے کی غرض سے آپؐ کو ان پر نگران مقرر نہیں کیا. اور (وما انت علیھم بو کیل) :. کا مفہوم یہ ہے کہ نہ ہم نے آپؐ کو داروغہ بنا کر مسلط کیا نہ ہی آپؐ از خود داروغہ کی صورت میں ان پر مسلط ہو سکتے ہو. چنانچہ آپؐ کی ذات کیلئے مناسب یہی ہے کہ ان (مشرکین) سے اعراض فرمائیں کیونکہ آپؐ ہماری (خدا کی) جانب سے ان پر نگران مامور کئے گئے ہو نہ تم (اے نبیؐ) اپنے طور پر ان پر داروغہ بن سکتے ہو."

علامہ جاراللہ زمخشریؒ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں :

.(وما انا عليكم بحفيظ) احفظ اعمالكم واجازيكم عليها، انما انا منذر والله هو الحفيظ عليكم)(٤١)

علامہ زمخشریؒ مذکورہ آیت کی تفسیر میں، سورہ انعام : کی آیت نمبر ۱۰۴ کا یہ حصہ (وما انا علیکم بحفیظ) اور نہ ہی تو " (اے نبیؐ) خود مشرکین کی طرف سے ان کے امور کا نگران اور مفادات کا نگہبان مامور کیا گیا ہے."

علامہ محمد حسین طباطبائی نے اس بارے میں ایک خوبصورت فلسفیانہ نکتے کی طرف متوجہ فرمایا ہے :

. (هذا كما اَنَّ الله سبحانه لو اضطر المشركين على الايمان وُخرج بذلك النوع الانسانى عن منشعب الايمان والكفر ، وسقط الاختيار الموهوب له ولازم يحسب الخلقة الايمان، واستقرفى اول وجوده على اريكة الكمال، وتساوى الجميع في القرب والكرامة كان لازم ذلك بطلان نظام الدعوة ولغو التربية والتكميل، وارتفع لا ختلاف بين الذرجات، وادى ذلك الى بطلان اختلاف

الاستعدادات والاعمال والاحوالوالملکات، وانقلب بذلك النظام الانسانی وما یحیط به) (۴۳)

"مزید بر آں اگر خدا مشرکین کو ایمان لانے پر مجبور فرماتا تو اس عمل (جبری ایمان) کے نتیجہ میں کفر و اسلام کے سنگم پر کھڑی نوع انسانی سے ان میں سے کسی ایک کے انتخاب کی صلاحیت چھن جاتی، انسان کا قدرت کی جانب سے عطا کردہ، اختیار از خود ختم ہو کر رہ جاتا ہے، ہر انسان بوقت پیدائش لازمی طور پر مومن جنم لیتا اور عرصہ حیات میں پہلا قدم رکھتے ہی اس کا شمار ارباب کمال میں ہونے لگتا، اور بارگاہ ایزدی میں قربت اور عزت کے اعتبار سے سب انسانوں کا درجہ ایک جیسا ہوتا، جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا کہ انبیاء کی تبلیغ بے معنی اور انسانیت کی تکمیل کی خاطر تربیت کا (الہامی) نظام بے مقصد ہو کر رہ جاتا اور (صلاحیت کے اعتبار سے) تفاوت مراتب کے قدرتی اصول از خود معدوم ہو جاتے اور اس تمام تر صورت حال کا نتیجہ ،انسانی صلاحیتوں مساعی اور انسان کی جبلت میں ودیعت شدہ فطری ملکات کے مسلمہ اختلاف پر، خط تنسیخ کی صورت میں ملتا (اور اگر متذکرہ الصدر تمام مقدمات صحیح تسلیم کر لئے جائیں) تو ظاہر ہے کہ اس کے نتیجہ میں سارے کا سارا انسانی نظام الٹ پلٹ ہو کر رہ جائے."

اس بارے میں علامہ طباطبائی مزید تحریر فرماتے ہیں :

.(وَمَا جَعَلْنَاكَ عَلَيهِم حفيظًا وماَ انْتَ عَلَيهِم بِوَكِيل) ... اِنَّ لَيسَ اِلَيكَ امر حيا تهم الكونية ولا امر حيا تهم الدينيةحتى يحزنك ردهم لدعوتك وعدم اجابتهم إلى طلبتك) (٤٤)

"ان مشرکین کی تکوینی اور تشریعی زندگی کی ذمہ داری آپ (نبیؐ) پر عائد نہیں ہوتی کہ ان کی جانب دعوت حق مسترد کر دینے اور آپکی خواہش کو پورا نہ کرنے کے سبب آپؐ رنجیدہ خاطر ہوں."

علامہ المراغیؒ نے اس آیت مجیدہ کی تفسیر ان الفاظ میں فرمائی ہے :

. (ولو شاء الله ماأشر كوا)ولو شاء الله الايشركوا لماأشركوا بان يخلق البشر مؤمنين طائعين بالفطرة كا لملائكة لكنه خلقهممستعدين للايمان والكفر، والتوحيد والشرك ، والطاعة والفسق، ومضت سنته بان يكونوا مختار ين فى اعمالهم وكسبهم لعلومهم واعمالهم، وجعل منها الخير والشر، وان كانت غرائز هم وفطرهم كلها خيراً.)(٤٥)

"اگر اللہ یہ چاہتا کہ وہ شرک اختیار نہ کریں تو وہ قطعاً شرک اختیار نہ کرتے وہ اس طرح کہ خدا فرشتوں کی مانند، بنی نوع انسان کو بھی فطرتاً مومن اور اپنا فرمانبردار ہی پیدا فرماتا. مگر اس کے برعکس خود خدا ہی نے انسان کے اندر، ایمان و کفر اور توحید و شرک اور اطاعت و معصیت میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی صلاحیت ودیعت

فرمائی اور (ازل) سے خدا کی یہ سنت (قانون) جاری وساری ہے کہ تمام انسانوں کو ان کے اعمال کے حوالے سے فاعل مختار بنایا اسی طرح مختلف علوم وفنون کی تحصیل اور اپنی مرضی کے اعمال بجالانے میں بھی انہیں پورا پورا اختیار عطا فرمایا. پھر ان کے اعمال میں سے کچھ (جو انسان کیلئے مفید ہیں) کو خیر اور کچھ (جو اس کیلئے مضر ہیں) کو شر قرار دیا اگرچہ ساری نوع انسانی اپنی فطرت کے اعتبار سے سراپا خیر ہی تھی."

علامہ المراغی اس ضمن میں مزید لکھتے ہیں :

(وَمَا جَعَلْنٰكَ عَلَيْهِم حَفِيْظًا وَمَا انتَ عَلَيهِمْ بِوَكِيْل).... والکتابتِ قرآن عہد وسطی کے ہندوستان میں

خلاصة انه ليس لك ماذكر من الوصفين كما يكون ذلك لبعض الملوك بالقهر او التراضى بل آنت بشير نذير، والله الذي يتولى جزاء هم

خلاصہ یہ کہ دیگر (دنیاوی) بادشاہوں کی طرح آپ ؐ کی ذات کو ان (مشرکین) پر نگران مقرر کیا گیا ہے نہ داروغہ تا کہ آپؐ انہیں طوعاً یا کرھاً (اپنا مطیع فرمان بناؤ لیں) بلکہ آپؐ تو (کائنات کیلئے) بشیر ونذیر ہیں. ہاں البتہ صرف خدا ہی کی ہستی ہے جسے ان (مشرکین) کے احتساب کرنے اور سزا دینے کا پورا پورا حق حاصل ہے."

(۵) وَلَو شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَلاَ يَزَالُونَ مُختَلِفِين اِلاَّ مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ط وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُم ط وَتَمتْ كَلمةُ رَبُّكَ لأمْلَئِن جهنم مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجمَعِين هود :١١ :١١٨.١١٩) اور اگر تیرا رب چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا چھوڑ تا، اور وہ برابر اختلاف میں رہیں گے، بجز ان کے جن پر تیرا رب رحم فرمائے اور اسی لئے ان کو اس نے پیدا کیا، اور تیرے رب کی بات پوری ہوئی کہ میں جہنم کو جنوں اور انسانوں سب سے بھر دوں گا."

امام ابن جریر طبریؒ اس آیت کی تفسیر ان الفاظ میں فرماتے ہیں :۔ (ولو شاء يا محمد لجعل الناس كلها جما عة واحدة على ملة واحدة و دين واحد، كما حد ثنا بشر... عن قتاده وقوله: (ولايزالون مختلفين) ... ولا يزال الناس مختلفين على اديان شتى من بين يهودي ونصر انى و مجوسى، ونحوذلك... واولى الاقوال فى تاويل ذلك بالصواب قول من قال : ولا يزال الناس مختلفين فى اديانهم واهوائهم على اديان وملل واهواء شتّى (الامن رحم ربك) فامن بالله وصدق رسله فانهم لا يختلفون فى تو حيد الله وتصديق رسله، وما جاء هم من عندالله(۴۷)" اے محمدؐ اگر تیرا رب چاہتا تو یقیناً تمام انسانوں کو ایک ہی ملت اور ایک ہی دین پر، ایک ہی جماعت (گروہ) بنا چھوڑ تا جیسا کہ بشرؒ نے کئی راستوں سے قتادہؒ سے اس آیت (ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ) کی تفسیر میں یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ اگر مشیت الٰہی ہوتی تو تیرا پروردگار یقیناً تمام انسانوں کو مسلمان بنا چھوڑ تا (مسلمان پیدا فرماتا). اور خدا کے اس فرمان :۔ (ولا

یزالون مختلفین) سے مراد یہ ہے کہ نوع انسانی کے افراد تا قیام قیامت مختلف ادیان یعنی یہودیت، عیسائیت، مجوسیت اور ایسے دیگر ادیان کے پیروکاروں کی صورت میں پیدا ہوتے رہیں گے۔ امام طبریؒ اسی رائے کو اولی وانسب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بنی نوع انسان دین اور ملت اور خواہشات کے حوالے سے باہم ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے. (الا من رحم ربك) :. البتہ جنھوں نے خدا پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس کے رسولوں کی تصدیق بھی کی تو یقیناً توحید، رسالت اور رسولوں کے لائے ہوئے پیغام الٰہی میں اختلاف نہیں کریں گے. "امام طبریؒ نے اسی آیت کی مذکورہ بالا تفسیر کی تائید میں مختلف اسناد کے ذریعہ عطاءؒ حسن بصریؒ، مجاھد، ابن مبارکؒ، عکرمہؒ، قتادہؒ، اعمشؒ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے انیس احادیث نبویہ بھی روایت فرمائی ہیں. (۴۸) علاوہ ازیں اسی آیت کریمہ کے آخری حصے (وتمت کلمة ربك لا ملان جنهنم من الجنة والناس اجمعين) کو انہوں نے اس تفسیر کے ضمن میں بطور دلیل پیش کیا کہ ادیان باطلہ کے پیرو ہونے کے نتیجہ میں خداوند کریم کچھ انسانوں اور کچھ جنات سے دوزخ کو پر کریگا. (۴۹) امام طبریؒ اس کی مزید وضاحت ان الفاظ میں فرماتے ہیں :. (ولذلك خلقهم) قال مؤمن و كافر) "لہذا خدا نے انسانوں میں سے بعض کو مومن اور بعض کو کافر پیدا فرمایا" یعنی گروہ مومنین جنت کا مستحق جبکہ گروہ کفار دوزخ کا سزاوار ہوگا۔ اس کی تائید میں مختلف اسناد کے ذریعہ، حسن بصریؒ عطاءؒ مالکؒ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے نو احادیث نقل فرمائی ہیں. (۵۰)

امام رازیؒ علامہ قرطبی علامہ ابو حیان اندلسی اور علامہ ابن کثیر نے مذکورہ آیت کی تفسیر کرتے وقت بالعموم امام طبریؒ کی رائے کی تائید کی ہے. (۵۱) علامہ جار اللہ زمخشریؒ آیت مذکورہ کی تفسیر ان الفاظ میں کرتے ہیں :. (يعنى لا ضطرهم الى ان يكو نو اهل امة واحد ة اي ملة واحدة وهى ملة الاسلام... وهذا الكلام يتضمن نفى الا ضطرار، وانه لم يضطر هم الى الا تفاق على دين الحق، ولكنه مكنهم من الاختيار الذى هو اساس التكليف ،الا فاختار بعضهم الحق وبعضهم الباطل، فاختلفو فلذلك قال: (ولا يزالون مختلفين الامن رحم ربك) ۵۲) "اگر تیرا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو جبراً ایک امت ایک ملت یعنی ملت اسلام بنا چھوڑتا جبکہ یہ آیت جبری ایمان کی نفی کرتی ہے کہ خدا نے تمام انسانوں کو دین حق (اسلام) قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا بلکہ اس بارے میں انہیں مکمل اختیار عطا فرمایا جو تکلیف (شرعی ذمہ داری) کی اساس ہے. چنانچہ (اسی اختیار کی بدولت کچھ انسانوں نے حق (اسلام) اور کچھ نے باطل (کفر)

کو اختیار کیا، لہذا بنی نوع انسان مختلف (ادیان) میں تقسیم ہو گئے پس اسی لئے ارشاد باری ہوتا ہے :۔(اور وہ تمام انسان) ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے بجز ان کے جن پر تیرا رب رحم فرمائے۔"

علامہ شہاب الدین آلوسی بغدادی نے اس کی تفسیر ان الفاظ میں کی ہے :۔(... مجتمعین علی الدین الحق حیث لا یقع من احد منهم کفر لکنه لم یشأ مسبحانه ذلك فلم یکونوا مجتمعین علی الدین الحق) (۵۳) اور اگر مشیت الٰہی کا تقاضا ہوتا تو تیرا رب تمام لوگوں کو ایک ہی امت بنا چھوڑتا یعنی سب کے سب دین اسلام پر یوں اکٹھے ہو جاتے کہ ان میں سے کوئی ایک فرد بھی کافر نہ ہوتا، لیکن چونکہ خدا کی مشیت یوں نہ تھی لہذا تمام انسان دین حق پر مجتمع نہ ہوئے (بالفاظ دیگر خدا کی ذات نے نوع انسانی کو جبراً مسلمان بنانا پسند نہیں فرمایا۔")

علامہ المراغیؒ اس آیت کی تفسیر میں جبری ایمان کی نفی اور اس بارے میں نوع انسانی کے صاحب ارادہ و اختیار ہونے کی وضاحت یوں فرماتے ہیں :۔(...اي ولو شاء ربك ایها الرسول الکریم ، الشدید الحرص علی ایمان قومك الحزین من اجل اعراض اکثر هم عن اجابة دعوتك ... لجعل الناس علی دین واحد بمقتضٰی العریز ة و لفطرة لا ختیار لهم فیما یفعلون فکانو افی حیا تهم الا جتما عیة اشبه بالنمل والنحل وفی حیا تهم الر وحیة اشبه بالملائکة مفطورین علی طاعة الله واعتقاد الحق وعدم المیل الی الزیغ والحور لکنه تعالی خلقهم کا سبین لاملهمین وعا ملین بالا ختیار لا مجبور ین ولا مضطرین وجعلهم متفاوتین الا ستعداد و کسب العلم.)(۵۴)"اے رسول اکرمؐ اپنی تمام قوم کے مومن ہو جانے کے سخت متمنی آپؐ کی دعوت پر انکی اکثریت کے اتباع نہ کرنے پر ہر وقت دکھی رہنے والے (محسن انسانیت) اگر تیرا رب چاہتا تو تمام انسانوں کو فطری طور پر ایک ہی دین پر پیدا فرماتا انہیں اپنے افعال میں کوئی اختیار نہ دیتا، چنانچہ وہ اپنی معاشرتی زندگی چیونٹی یا شہد کی مکھی کی مانند اور روحانی زندگی فرشتوں جیسی گذارنے پر مجبور ہوتے، لہذا فطرتاً اطاعت الٰہی عقیدہ اسلام اور گمراہی وظلم سے نفرت پر ان کی تخلیق ہوتی. مگر خدا نے اس کے برعکس انہیں اپنے اعمال میں مجبور و بے بس بنانے کی بجائے مختار صاحب ارادہ پیدا فرمایا، نیز حصول علم اور دیگر صلاحیتوں کے اعتبار سے بھی انسانوں کو باہم متفاوت خلق فرمایا."

حواشی

(۳۰) تفسیر المراغي : مجلد : ۵ : جزء : ۱۵/ ۱۴۳، (۳۱) في ظلال القرآن : مجلد : ۵ : جزء : ۱۵/ ۳۸۴

(۳۲) المیزان : مجلد : ۱۳/ ۳۶۲، (۳۳) تدبر قرآن : ۱۱۶/۳

(۳۴) معارف القرآن ۴۰۸/۳، القرآن الکریم ترجمہ مولانا محمود الحسن تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی صفحہ ۱۸۸

(۳۵) حاشیہ القرآن الکریم ترجمہ مولانا محمود الحسن تفسیر مولانا شبیر احمد عثمانی صفحہ : ۱۸۸

(۳۶) جامع البیان : مجلد : ۵ جزء ۳۰۹/ (۳۷) التفسیر الکبیر : ۱۳/ ۱۳۸

(۳۸) ایضاً : ۱۳/ ۱۳۹ (۳۹) تفسیر القرآن العظیم : ۲/ ۲۶۲

(۴۰) البحر المحیط : ۴/ ۶۱۰ مزید تفصیل کیلئے روح المعانی : ۷/ ۶۵۰

(۴۱) الکشاف : ۲/ ۴۲

(۴۲) روح المعاني : ۷/ ۲۵۰، مزید تفصیل کیلئے تفسیر القرطبی : مجلد ۴ جزو ۷/ ۶۰

(۴۳) المیزان : ۷/ ۳۳۱

(۴۴) ایضاً : ۷/ ۳۳۲

(۴۵) تفسیر المراغي : مجلد : ۳ : جزء : ۷/ ۲۱۱

(۴۶) ایضاً : مجلد : ۳ جزء : ۷/ ۲۱۱. ۲۱۲

(۴۷) جامع البیان : مجلد : . جزء : ۱۲/ ۱۴۱، ۱۴۲

(۴۸) ایضاً : مجلد : جزء : ۲۱/ ۱۴۱، ۱۴۲

(۴۹) ایضاً : مجلد : جزء : ۱۲/ ۱۴۲. ۱۴۳

(۵۰) ایضاً : مجلد : جزء : ۱۲/ ۱۴۳

(۵۱) التفسیر الکبیر : ۱۸/ ۷۶. ۷۹، الجامع لاحکام القرآن : مجلد : ۵ جزو : ۹/ ۱۱۴. ۱۱۵، البحر المحیط : ۶/ ۲۲۶. ۲۲۸، تفسیر القرآن العظیم : ۲/ ۱۸. ۲۰.

(۵۲) الکشاف : ۲/ ۲۹۸، (۵۳) روح المعاني : ۱۲/ ۱۶۴

(۵۴) تفسیر المراغي : مجلد : ۴ : جزء : ۱۲/ ۹۸